کیا حکمرانوں پر خروج صرف تلوار کے ذریعے ہوتا ہے؟

مختلف علماء کرام

ترجمہ وترتیب: طارق علی بروہی

مصدر: مختلف مصادر

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خارجیوں کا بانی اور سب سے پہلے خارجی ذوالخویصرہ التمیمی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مال غنیمت کی تقسیم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہا تھا کہ:

”اتقِ اللهَ یا محمد“[1]

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈریں)۔

اور ایک روایت میں ہے:

”اعْدِلْ یَا مُحَمَّدُ“[2]

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عدل کیجئے)۔

آخر اس نے کس چیز کے ساتھ خروج کیا؟ یا پھر وہ خارجی نہیں تھا؟!

اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خارجی کہا بلکہ اپنے سے بعد میں آنے والے خارجیوں کا امام قرار دیا اور فرمایا:

”إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ،

---

[1] البخاري (3344)، ومسلم (1064)۔

[2] سنن ابن منصور (2902)، وابن ماجه (172)۔

يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ"[3]

(بے شک اس کی پشت سے ایسی قوم نکلے گی جو یوں قرآن مجید پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے، جبکہ اہل اوثان کو چھوڑ دیں گے۔ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار کے آر پار ہو جاتا ہے۔ اگر میں انہیں پالوں گا تو ضرور قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا)۔

حالانکہ اس ذوالخویصرہ نے نہ تلوار اٹھائی نہ نبی کریم ﷺ کے خلاف قتال کیا۔

یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إِنَّ أَوَّلَ نِفَاقِ الْمَرْءِ طَعْنُهُ عَلَى إِمَامِهِ"[4]

(بلاشبہ کسی شخص کے نفاق کی ابتداء اس کے اپنے حکمران پر طعن سے شروع ہوتی ہے)۔

اور یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا ذوالخویصرہ والی احادیث کو علماء کرام خوارج اور ان کی صفات سے متعلق ابواب کے شروع میں لے کر آتے ہیں مثال کے طور پر:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس باب "مَن تَرَكَ قتال الخوارج للتَّألُّف، وأن لا ينفرَ الناسُ عنه" کے شروع میں بیان فرمایا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس باب "ذِكر الخوارج وصفاتِهم" کے شروع میں بیان فرمایا۔

امام البغوی رحمہ اللہ نے اس باب "قتال الخوارج والملحدين" کے شروع میں بیان فرمایا۔

امام ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ نے اس باب "أصل الخوارج وصفاتهم" کے شروع میں بیان فرمایا۔

اسی لیے شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[3] متفق عليه، واللفظ لمسلم (1064)۔

[4] شعب الایمان للبیہقی 9076، التمہید لابن عبد البر 21/287۔

”بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ اس (ذوالخویصرہ) نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر طعن کیا، اور کہا کہ:

”اعدل، هذه قسمة ما أُريدَ بها وجه الله“

(عدل کیجئے، یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی رضا نہیں چاہی گئی)

اور یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ بلاشبہ امام پر خروج جیسے تلوار سے ہوتا ہے، ویسے ہی قول اور کلام سے بھی ہوتا ہے۔ یعنی اس شخص نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر تلوار تو نہیں اٹھائی تھی لیکن آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر انکار و نکیر کی تھی“[5]۔

شیخ صالح الفوزان حَفِظَهُ اللهُ سے پوچھا گیا:

سوال: کیا حکمرانوں پر خروج صرف تلوار تک محدود ہے یا اس میں ان پر طعن کرنا، لوگوں کو ان سے ٹکر لینے اور ان کی مخالف ظاہر کرنے پر ابھارنا بھی داخل ہے؟

جواب: یہ بات ہم نے آپ کے لیے ذکر کی تھی اور کہا تھا کہ: حکمرانوں پر خروج تلوار سے بھی ہوتا ہے اور یہ شدید ترین خروج ہے، اور کلام سے بھی ہوتا ہے انہیں سب وشتم کرنا، ان کے اوپر مجالس اور منابر میں کلام کرنا۔ یہی حرکت تو لوگوں کو حکمران کے خلاف خروج پر آمادہ کرتی اور ابھارتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں حکمرانوں کی قدر وعزت کو گھٹاتی ہے۔ یہ خروج ہے۔ کلام بھی خروج ہے۔ نعم[6]۔

آپ ہی سے ایک اور موقع پر سوال ہوا کہ:

سوال: کیا حکمرانوں پر خروج صرف تلوار کے ذریعے ہوتا ہے؟ یا پھر اس میں لوگوں کو ان کے خلاف ورغلانا اور ان کی مخالفت کو ظاہر کرنا بھی شامل ہے؟

جواب: ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ حکمرانوں پر خروج تلوار کے ذریعے بھی ہوتا ہے جو کہ سب سے شدید ہے، اور کبھی یہ محض کلام کے ذریعے بھی ہوتا ہے کہ انہیں سب وشتم کیا جائے اور ان کے خلاف مجالس ومنابر پر باتیں کی جائیں۔ یہ بات

---

[5] من تعليقه على رسالة الإمام الشوكاني -رحمهما الله-: «رفع الأساطين في حكم ال□تصال بالسلاطين (الشريط : ٢/أ)۔

[6] محاضرة ألقاها الشيخ بمسجد الملك فهد بالطائف بتاريخ 3-3-1415 هـ، والمادة موجودة على الموقع الرسمي للشيخ، بعنوان: (□ور الخروج على الأئمة)۔

لوگوں کو حکمران کے خلاف خروج پر آمادہ کرے گی اور ان کی نظر میں حکمران بے وقعت ہو جائے گا۔ پس ان پر کلام کرنا بھی خروج ہے[7]۔

شیخ عبد العزیز الراجحی حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال: کیا حکام پر خروج صرف تلوار سے ہوتا ہے، یا پھر زبان سے بھی ہوتا ہے؟ جیسا کہ اس کے ظلم پر تنقید کرنا، یا میڈیا اور فضائی چینلز کے ذریعے ان سے برائیوں خرابیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنا؟

جواب: جی ہاں، حکام پر خروج قتال اور تلوار سے تو ہوتا ہی ہے۔ اور اس سے بھی ہوتا ہے کہ ان کے عیوب کو اخبارات، منبروں، انٹرنیٹ وغیرہ پر نشر کیا جائے۔ کیونکہ ان کے یوں عیوب کو ذکر کرنے سے لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت بھر کر بھڑکا یا جاتا ہے، اور پھر یہی سبب بنتا ہے ان کے خروج کا۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب باغی نکلے تو سب سے پہلے انہوں نے بھی ان کے عیوب لوگوں میں نشر کرنا شروع کر دیے تھے۔ اور کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے سے پہلے شیخین سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی ہے تکبیر میں، گھوڑوں پر زکوۃ لینے میں، سفر میں نماز مکمل پڑھنے میں، اپنے تعلق داروں کو قریب کرنے اور انہیں عہدے نوازنے میں۔۔۔ تو انہوں نے یہ نشر کرنا اور پھیلانا شروع کر دیا۔ پھر وہ باغی جمع ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

جائز نہیں کسی انسان کے لیے کہ وہ ان کے عیوب نشر کرتا پھرے۔ یہ تو خروج کی ایک قسم ہے۔ جب عیوب نشر ہوتے ہیں یعنی حکمرانوں کے عیوب منبروں پر، اخباروں میں، میگزین میں اور انٹرنیٹ پر تو پھر لوگ حکمرانوں سے بغض و نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے خلاف جمع ہو جاتے ہیں، پھر لوگ اس پر خروج اختیار کر لیتے ہیں[8]۔

شیخ احمد النجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خروج دو اقسام میں تقسیم ہوتا ہے:

1- فعلی خروج: جو کہ تلوار اور جو اس کے ہم معنی چیزیں ہیں ان کے ذریعے ہوتا ہے۔

---

[7] الإجابات المهمة في المشاكل المدلهمة ص21۔

[8] «شرح المختار في أصول السنة» للراجحي (ص 289)۔

2- قولی خروج: اور وہ اس طرح کہ انسان حکمرانوں پر بات کرے، ان پر قدح ونکیر ومذمت کرے، ان پر خروج کی دعوت دے"[9]۔

بلکہ جو تلوار کے ذریعے اور مسلح خروج ہوتا ہے ضروری ہے کہ اس سے پہلے زبان کے ذریعے سے خروج کیا گیا ہوتا ہے۔ فعل سے پہلے کلام ہوتا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمیں یہ پورا علم یقین ہے کیونکہ اس حالت کی طبیعت کا ہی یہ تقاضہ ہے کہ: بلاشبہ تلوار کے ذریعے خروج ممکن ہی نہیں جب تک اس سے پہلے زبان وقول سے خروج نہ کیا گیا ہو۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ لوگ تلوار اٹھا کر حکمران کے خلاف لڑنے نکل آئیں جبکہ کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جس نے انہیں اس پر ابھارا، لازم ہے کہ ایسی بات ہوئی ہوگی جس نے انہیں ابھارا ہو گا، اور وہ یہی کلام ہے۔ لہذا حکام کے خلاف کلام کے ذریعے خروج بھی حقیقی خروج ہی ہے۔ اس پر سنت دلالت کرتی ہے اور حقیقت حال بھی اس پر دلالت کناں ہے۔

جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو اسے آپ نے جان ہی لیا۔ اور جو حقیقت حال ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں بلاشبہ علم یقین ہے کہ بے شک تلوار کے ذریعے خروج دراصل زبان وقول کے ذریعے خروج کی ہی شاخ ہے۔ کیونکہ لوگ حکمران کے خلاف یونہی (تلوار اٹھا کر) نہیں نکل پڑتے، لازم ہے کہ اس سے پہلے تمہید ہو اور فضا کو اس کے لیے سازگار بنایا گیا ہو جیسے حکام پر تنقید، ان کے محاسن کو چھپانا، پھر دل غیض وغضب ونفرت سے بھر جاتے ہیں، پھر جا کر آخر کار یہ مصیبت وبلاء واقع ہوتی ہے"[10]۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال: کیا حاکم پر قول کے ذریعے خروج کرنا تلوار کے ذریعے خروج کرنے کے بالکل برابر ہے؟ حاکم پر خروج کا کیا حکم ہے؟

جواب: قول کے ذریعے حاکم پر خروج تو کبھی تلوار سے بھی بڑھ کر شدید ہوتا ہے۔ بلکہ تلوار کے ذریعے خروج اسی قول کے ذریعے خروج کا شاخسانہ ہوتا ہے۔ قول کے ذریعے خروج نہایت ہی خطرناک ہے۔ کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں کو حکمرانوں کے خلاف بھڑکائے، اور لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کے حکام کے خلاف بغض بھرنے کی کوشش کرے، کیونکہ

---

[9] «فتح الرب الغني بتوضيح شرح السنة» للمزني (ص 51)

[10] من تعليقه على رسالة الإمام الشوكاني: «رفع الأساطين في حكم الاتصال بالسلاطين»، (الشريط : ٢/أ)۔

یہی سبب بنتا ہے بعد میں ان کے خلاف اسلحہ اٹھانے اور قتال کرنے کا۔ اور یہ تلوار کے ذریعے خروج کرنے سے زیادہ شدید ہے کیونکہ یہ عقیدے کو خراب کرتا ہے، اور لوگوں کے مابین منافرت پیدا کرتا ہے، اور باہمی دشمنی کا بیج بوتا ہے، اور کبھی تو یہ ہتھیار تک اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے[11]۔

شیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال: کیا حکمران کے خلاف خروج کلام کے ذریعے بھی ہوتا ہے یا پھر ضروری ہے کہ تلوار کے ذریعے ہی خروج ہو؟

جواب: خروج کی ابتداء ہی کلام سے ہوتی ہے۔ لوگوں کو ابھارنا، ان میں نفرت کی آگ بھڑکانا اور باہمی منافرت ورنجشیں پیدا کرنا۔ یہ فتنہ تو تلوار سے بھی بڑھ کر شدید ہے۔ تلوار تو کچھ نہیں سوائے اسی چیز کی تعبیر کررہی ہوتی ہے جو دلوں میں ہے۔ اسی لیے عبداللہ بن اباض (جو کہ قعدی خوراج اباضیہ کا لیڈر رہے) خوارج میں شمار ہوتا ہے۔ یعنی وہ لوگوں کو اپنے کلام سے تحریک کی شکل دیتا ہے اور ایسی ہی فرقے کو "القَعَدِيَّة" کہا جاتا ہے یعنی (خود بیٹھ رہنے والے مگر) لوگوں کو اپنے کلام کے ذریعے متحرک کرنے والے[12]۔

یہ بات عقل سے ماوراء ہے کہ کوئی تلوار سے خروج ہو بغیر زبانی خروج ہے، تاریخ بھی اس پر گواہ ہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج زبان سے شروع ہوا۔ طعن وتشہیر یہاں تک کہ آپ صبر کرتے ہوئے شہید ہوگئے رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ بن سباء یہودی کو دیکھیں اس نے اپنے متبعین کو کہا:

بلاشبہ عثمان نے ناحق خلافت لی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی وصیت کی ہے۔ اس بات کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں اس نے متحرک کردیا۔ کہا اپنے حکمرانوں پر طعن سے تحریک شروع کرو، اور اسے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا لبادہ اوڑھا دو۔ جس سے لوگ تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ انہیں ان چیزوں کی طرف اس نے دعوت دی[13]۔

---

[11] الموقع الرسمي للشيخ، مادة بعنوان: (الخروج على الحاكم بالقول أخطر من الخروج عليه بالسيف).

[12] الموقع الرسمي للشيخ – قسم الفتاوى.

[13] تاريخ الطبري (4/ 340-341).

اور یہی موجودہ انقلابیوں کا طریقہ واردات ہے۔

انہوں نے اس چیز کو بعدازیں سچ کر دکھایا جو ابن سباء چاہتا تھا چناچہ عامر بن سعد سے روایت ہے کہ:

سب سے پہلے جس شخص نے بدکلامی کرتے ہوئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی جرأت کی تھی وہ جبلہ ابن عمرو الساعدی تھا۔ اس کے پاس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ گزرتے اور وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک قیدیوں کو ڈالنے والا پھندا تھا۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے سلام کیا اور قوم نے سلام کا جواب دیا۔ تو جبلہ نے کہا: تم ایسے شخص کے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو جس نے یہ یہ کیا! پھر وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اللہ کی قسم! یہ پھندہ میں تمہاری گردن میں ڈال دوں گا یا پھر تم اپنے ان رازداروں مشیروں کو چھوڑ دو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون سے راز دار و مشیر! کیونکہ بلاشبہ اللہ کی قسم! میں تو اچھے لوگوں کو ہی چنتا ہوں۔ اس نے کہا: تم نے تو مروان کو چنا! معاویہ کو چنا! عبداللہ بن عامر بن کریز کو چنا! عبداللہ بن سعد کو چنا! ان میں سے تو ایسے بھی ہیں جن کے خون بہانے کے لیے قرآن تک نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون کو مباح قرار دیا۔ اس نے یہ کہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ چل دیے (راوی کہتے ہیں):

”فَمَا زَالَ النَّاسُ مُجْتَرِئِينَ عَلَيْهِ إِلَى هَذَا الْيَوْمِ“[14]

(اس دن سے لے کر آج تک لوگ آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے چلے آئے ہیں)۔

عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لَا أُعِينُ عَلَى دَمِ خَلِيفَةٍ أَبَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ. قَالَ فَيُقَالُ لَهُ: يَا أَبَا مَعْبَدٍ أَوَ أَعَنْتَ عَلَى دَمِهِ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعُدُّ ذِكْرَ مَسَاوِيهِ عَوْنًا عَلَى دَمِهِ“[15]

(میں کبھی کسی خلیفہ کے خون کرنے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد معاونت کرنے والا نہیں بنوں گا۔ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا گیا: اے ابو معبد! کیا تم نے ان کے خون کرنے میں معاونت کی تھی؟! فرماتے ہیں: بلاشبہ میں ان کی برائیوں کو ذکر کرنے ہی کو ان کے خون بہانے میں معاونت کرنے کے مساوی سمجھتا ہوں)۔

[14] تاريخ الطبري (366/4)۔

[15] رواه ابن سعد في الطبقات (115/6)، وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه (362/6)، وغيرهما۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور جب خوارج نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شر کا دروازہ کھولا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر عوام کے سامنے انکار کرنا شروع کر دیا تو پھر ایسے فتنے، قتال اور فساد کا اتمام ہوا جس کے آثار سے آج تک لوگ متاثر ہیں۔ یہاں تک کہ سیدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین فتنہ برپا ہو گیا یہی قتل عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس کے اسباب میں سے تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد اسی علانیہ انکار کے سبب سے شہید ہوئی۔ اور علانیہ حکومت کے عیوب بیان کرنا یہاں تک کہ لوگ اپنے حاکم کے خلاف غیض وغضب سے بھر جائیں اور پھر قتال شروع ہو جائے"[16]۔

بلکہ سلف صالحین حکمرانوں پر لعن طعن اور بددعاء سے منع فرماتے تھے حالانکہ وہ بھی تو محض کلام ہی ہوتا ہے، بلکہ ایسا کرنے والے شخص کو بدعقیدہ وبدعتی سمجھتے تھے۔

اس کی مثال جو امام الحسن بن علی البربہاری رحمہ اللہ کا قول کتاب "شرح السنۃ" میں آیا ہے کہ فرمایا:

"إذا رأيت الرجل يدعوا على سلطان: فاعلم أنه صاحب هوى. و إذا سمعت الرجل يدعو للسلطان بالصلاح فاعلم أنه صاحب سنة – إن شاء الله تعالي"[17]

(اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ حکمران کے خلاف بددعاء کررہا ہے تو جان لو کہ یہ شخص صاحب ہویٰ (خواہش پرست / بدعتی) ہے، اور اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ حکمران کے لئے اصلاح کی دعاء کر رہا ہے تو جان لو یہ یہ شخص صاحب سنت (سنی / سلفی) ہے)۔

امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَوْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ لَمْ أَجْعَلْهَا إِلَّا فِي إِمَامٍ؛ لِأَنَّهُ إِذَا صَلُحَ الإِمَامُ أَمِنَ البِلَادُ وَالعِبَادُ"[18]

(اگر میری کسی مقبول دعاء کی ضمانت ہوتی تو اسے میں صرف حکمران کے لئے ہی خاص کر دیتا۔ کیونکہ بلاشبہ اگر حکمران صحیح

---

[16] مجموع فتاوى ابن باز (211/8)۔

[17] شرح السنة للبربهاري صـ 113۔

[18] شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي (193/1)۔

ہو جائے تو ملک و قوم دونوں کو امن حاصل ہوتا ہے)۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال: کیا بر سرِ منبر حکومت پر تنقید کرنا سلف صالحین کا منہج ہے؟ اور حکمران کو نصیحت کرنے کے بارے میں سلف صالحین کا کیا منہج ہے؟

جواب: حکمرانوں کے عیوب کی تشہیر کرنا اور انہیں بر سرِ منبر بیان کرنا سلف صالحین کا منہج نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے ہنگامہ آرائی ہوگی اور معروف کام میں بھی حکام کی نہ سنی جائے گی اور نہ اطاعت کی جائے گی، اور لوگوں کو ایسے کام میں مگن کرنے کا باعث ہوگی جو انہیں نقصان دے گا فائدہ نہیں۔

لیکن جو طریقہ حکمران کو نصیحت کرنے کا سلف میں رائج تھا وہ خفیہ طور پر آپس میں تھا یا خط لکھ کر یا ایسے علماء سے رابطے کے ذریعے جن کی پہنچ حاکم تک ہو تاکہ وہ اسے خیر کی جانب متوجہ کر سکیں"[19]۔

اور "خوارج القعدیہ" تو کہا ہی انہیں جاتا ہے جو اپنی زبانوں سے لوگوں پر حکام کے خلاف خروج کو مزین کر کے دکھاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"القَعَدِيَّة وہ ہیں جو حکمرانوں کے خلاف خروج کو مزین کر کے دکھاتے ہیں، براہ راست خود نہیں کرتے"[20]۔

اور فرمایا:

"القَعَدِيَّة خوارج میں سے ایسی قوم ہے جو ان کے جیسے قول کی قائل ہے، خروج کی رائے نہیں رکھتی مگر اسے مزین کر کے پیش کرتی ہے"[21]۔

مزید فرمایا:

"القَعَدِيَّة ایسے خوارج ہیں جو جنگ کی رائے نہیں رکھتے، بلکہ اپنی طاقت بھر حکمرانوں کے ظلم پر انکار کرتے ہیں، اور اپنی اس

---

[19] مجموع فتاوى ابن باز (211/8)۔

[20] هدي الساري صـ 459۔

[21] فتح الباري لابن حجر (432/1)۔

رائے کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، اس کے ساتھ وہ خروج کو مزین اور اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں"[22]۔

عمران بن حطان کے ترجمے (تعارف) میں لکھتے ہیں کہ:

"وہ قعدی خوارج کے سربراہوں میں سے تھا، اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے مسلمانوں پر خروج کرنا مزین کر کے دکھلاتے ہیں، خود براہ راست قتال نہیں کرتے"[23]۔

امام السیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عمران بن حطان ان قعدیہ میں سے تھا جو حکمرانوں پر خروج کی رائے رکھتے ہیں مگر خود براہ راست اس میں شریک نہیں ہوتے"[24]۔

اسی لیے اس کے بارے میں امام الدارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ متروک ہے، اپنے برے عقیدے اور خبیث مذہب کی وجہ سے"[25]۔

بلکہ ان کو خبیث ترین خوارج قرار دیا:

امام ابوداود رحمہ اللہ نے مسائل الامام احمد ص 271 میں عبداللہ بن محمد الضعیف سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا:

"قعدی خوارج تمام خوارج میں سے خبیث ترین خوارج ہیں"۔

یہ خروج محض دلی اعتقاد تک سے ہوتا ہے۔

شیخ صالح آل الشیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"حاکم پر خروج دو صورتوں میں ہوتا ہے:

---

[22] تهذيب التهذيب (129/8)۔

[23] الإصابة في تمييز الصحابة (232/5)۔

[24] تدريب الراوي (390/1)۔

[25] الإصابة (234/5)۔

پہلی صورت: اس کی بیعت نہ کرنا، اور اس پر خروج کا عقیدہ رکھنا، یا اس پر خروج کو جائز سمجھنا اور اس کی گنجائش سمجھنا۔ اور اسی قسم کے لوگوں کے متعلق سلف صالحین اپنے اس قول سے طعن فرماتے تھے کہ:

”كان يرى السيف“

(وہ (حاکم کے خلاف) تلوار کی رائے وعقیدہ رکھتا تھا)

یعنی یہ عقیدہ رکھتا اور بیعت نہ کرتا۔۔۔“[26]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سلف کا یہ قول کہ ”كان يرى السيف“ یعنی وہ ظالم حکام پر تلوار کے ساتھ خروج کی رائے رکھتا تھا۔ اور یہ سلف کا قدیم مذہب تھا، لیکن بعد ازیں یہی امر (منہج) مقرر ہوا ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس کا نتیجہ اس سے بھی بڑھ کر برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ پس الحرہ اور ابن الاشعث وغیرہ کے واقعات میں غور وتدبر کرنے والوں کے لیے کافی وعظ ونصیحت ہے“[27]۔

آئمہ کرام نے ایسے بہت سے راویوں پر یہی قدح وجرح فرمائی کہ ”كان يرى السيف“ جیسا کہ مثال کے طور پر الحسن بن صالح ہے۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ فرماتے ہیں میں نے ابو معمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

”ہم امام وکیع رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ پس جب وہ حسن بن صالح سے حدیث بیان کرتے تو ہم اپنے ہاتھ روک لیتے، نہ لکھتے۔ انہوں نے فرمایا: کیا ہوا ہے تمہیں کہ حسن کی حدیث نہیں لکھتے؟! اس پر میرے بھائی نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے بتایا یعنی ”كان يرى السيف“، تو پھر وکیع خاموش ہو گئے“[28]۔

اور بشر بن حارث سے روایت ہے کہ:

---

[26] إتحاف السائل بما في الطحاوية من مسائل» للشيخ صالح آل الشيخ (ص 479)۔

[27] تهذيب التهذيب (28/2)۔

[28] سير أعلام النبلاء (364/7)۔

”زائدہ رحمہ اللہ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو ابن حی اور اس کے ساتھیوں سے خبردار فرماتے تھے۔ اور فرمایا کہ: ”وَكَانُوا يَرَوْنَ السَّيْفَ“[29]۔

ابو نعیم سے روایت ہے فرمایا:

”امام الثوری رحمہ اللہ کے سامنے الحسن بن صالح کا ذکر ہوا تو فرمایا: یہ شخص امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار اٹھانے کی رائے رکھتا ہے“[30]۔

احمد بن یونس الیربوعی فرماتے ہیں:

”اگر الحسن بن صالح پیدا ہی نہ ہوتا تو اچھا تھا، وہ جمعہ تک چھوڑ تا تھا اور تلوار کی رائے رکھتا تھا۔ میں اس کے پاس بیس سال بیٹھا اور اسے کبھی نہیں دیکھا کہ آسمان کی طرف نگاہ بھی اٹھائی ہو، اور نہ کبھی دنیا کا اس نے ذکر کیا (یعنی اتنا نیک زاہد تھا مگر خارجی)“[31]۔

اتنی نکیر اس شخص پر حالانکہ اس نے کبھی مسلح خروج نہیں کیا تھا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الحسن اپنے زمانے کے حکمرانوں پر خروج کی رائے رکھتا تھا ان کے ظلم وجور کی وجہ سے، لیکن اس نے کبھی ان کے خلاف قتال نہیں کیا“[32]۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال: داعیوں میں سے ایک نے فضائی چینل پر یہ فتوی دیا ہے کہ بلاشبہ حکمران کے خلاف جو خروج ہوتا ہے وہ صرف مسلح خروج تک محدود ہے ناکہ مظاہرات وغیرہ کے ذریعے خروج اس میں شامل ہے۔ کیا یہ کلام صحیح ہے؟

جواب: ”یہ بغیر علم کے بات کرتا ہے۔ اللہ اعلم اگر وہ جاہل ہے تو اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ اسے صواب کی طرف ہدایت دے۔ لیکن اگر مغرض وبدنیت شخص ہے اللہ تعالی اس سے وہی معاملہ فرمائے جس کا وہ مستحق ہے، اور مسلمانوں کو اس کے شر

---

[29] سير أعلام النبلاء (364/7)۔

[30] سير أعلام النبلاء (363/7)۔

[31] سير أعلام النبلاء (365/7)۔

[32] سير أعلام النبلاء (371/7)۔

سے بچائے۔

حاکم کے خلاف خروج اسلحہ اٹھانے تک محدود نہیں بلکہ حکمران پر کلام کرنا اور لعن طعن کرنا یہ بھی خروج ہے۔ یہ اس پر خروج ہے اور اس پر ابھارنا ہے، اور فتنے وشر کا سبب ہے۔ پس کلام کا خطرہ کسی طرح بھی اسلحے کے خطرے سے کم تر نہیں۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ:

فإن النّارَ بالعودين تُذكى ... وإن الحربَ أولُها كلامُ

کبھی ایک کلمہ ہی خونی جنگوں کا نتیجہ بنتا ہے۔ پس حکمران کے خلاف خروج تلوار سے ہوتا ہے۔ ساتھ ہی کلام سے بھی ہوتا ہے بلکہ محض اعتقاد سے بھی ہوتا ہے، اگر کوئی یہ عقیدہ ہی بس رکھتا ہے کہ حکمران پر خروج جائز ہے تو وہ خوارج کا شریک کار ہے۔ یہی تو خوارج کا عقیدہ ہے"[33]۔

چناچہ خروج تین قسم کا ہوا:

1- دل سے خروج اور وہ یہ ہے کہ حکمران کے امام ہونے کا عقیدہ نہ رکھنا، یا اس پر خروج کا عقیدہ رکھنا، اس کی مثال سلف کا قول "كان يرى السيفَ" ہے۔

2- زبان سے خروج اور وہ لوگوں کو بھڑکانا اور عیوب و کوتاہیاں نشر کرنا ہے۔ اس کی مثال قعدی خوارج ہیں، اور اسلام کا سب سے پہلا خروج بھی ذوالخویصرہ کی طرف سے زبان کے ذریعے ہوا۔

3- تلوار کے ذریعے خروج اور وہ یہ کہ عملی طور پر اس کے خلاف قتال کرنے کے لیے نکلا جائے۔ جو کہ آخری مرحلہ ہے۔

ان تمام نصوص کے بعد ان لوگوں سے تین سوالات ہیں جو خروج کو صرف تلوار تک محدود سمجھتے ہیں اور زبان وغیرہ کے ذریعے خروج کو خروج تصور نہیں کرتے۔

سوال 1: سلف کے اس قول کا کیا معنی ہے "كان يرى السيفَ"؟

سوال 2: الخوراج القعدیہ کون ہیں؟

---

[33] لقاء مفتوح بتاريخ 13-4-1432 هـ

سوال 3: اسلام میں سب سے پہلے خارجی ذوالخویصرہ التمیمی نے رسول اللہ ﷺ پر کس قسم کا خروج کیا تھا؟

اس شبہے کا رد کہ بعض آئمہ نے خروج کو تلوار کے ساتھ بیان کیا ہے:

جیسا کہ امام ابو بکر الاسماعیلی رحمہ اللہ نے "خروج بالسیف" کا لفظ استعمال کیا ہے (اعتقاد اھل السنۃ ص 56)۔ ان کے علاوہ دیگر آئمہ نے بھی استعمال فرمایا ہے جیسے امام ابو عثمان الصابونی رحمہ اللہ (عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص 93)۔

حالانکہ یہ مجمل کلام ہے اور علماء سلف نے باقاعدہ خروج اور قتال کو الگ الگ تک بیان کیا ہے۔ جیسا کہ امام اہل السنۃ والجماعۃ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"کسی بھی شخص کے لیے حکمران کے خلاف قتال حلال نہیں اور نہ ہی اس پر خروج کرنا۔ جس نے ایسا کیا وہ بدعتی ہے سنت اور صحیح طریقے پر نہیں"[34]۔

اس جیسا ہی کلام امام البربہاری رحمہ اللہ (شرح السنۃ للبربھاری ص 58)، امام نووی رحمہ اللہ (شرح النووی علی مسلم 12/229)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (منھاج السنۃ النبویۃ 3/391) اور امام ابن القیم (اعلام الموقعین 3/126) کا ہے۔

لہذا سلف صالحین نے خروج کسی بھی صورت کا ہو سے منع فرمایا ہے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہل علم وفضل ودین کسی کو اس چیز کی اجازت نہیں دیتے کہ جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے کہ حکمرانوں کی نافرمانی کرنا، ان سے دھوکا وخیانت کرنا، ان پر خروج کرنا خواہ وہ کسی بھی طور پر ہو، جیسا کہ اس بات کو اہل سنت ودین کی عادات سے جانا جاتا ہے خواہ قدیم ہوں یا موجودہ، اور ان کے علاوہ جو ہیں ان کی سیرت سے بھی"۔

آئمہ میں سے بعض کا خروج بالسیف کا لفظ استعمال کرنا اس لیے بھی کہ آخری اور بڑا خروج یہ ہے۔ اس کی مثال یوں ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"حج تو عرفہ ہے"۔

---

[34] أصول السنة صـ 46۔

حالانکہ حج میں اور بھی ارکان وغیرہ ہیں مگر چونکہ یہ سب سے بڑا رکن ہے اس لیے یوں بیان فرمایا۔

شیخ ابن عثیمین ﷫ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ذوالخویصرہ کے بارے میں فرمایا:

(اس کی پشت سے ایسی قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنے نمازوں کو حقیر جانو گے۔۔۔)

یعنی اس کی مثل نکلیں گے۔ اور یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ جس طرح امام پر خروج تلوار کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح سے زبان کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ پر تلوار نہیں اٹھائی لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اس پر یہ رد فرمایا۔ جو بات اہل سنت کی بعض کتب میں پائی جاتی ہے کہ امام پر خروج کرنا تلوار سے ہوتا ہے، تو اس سے مراد آخری اور سب سے بڑا خروج ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ زنا آنکھ سے بھی ہوتا ہے، کان سے بھی، ہاتھ سے بھی، پاؤں سے بھی، لیکن جو سب سے بڑا زنا ہوتا ہے جو حقیقی زنا ہوتا ہے وہ شرمگاہ کا زنا ہوتا ہے۔ اسی لیے آخر میں فرمایا کہ: شرمگاہ پھر اس کی یا تو تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔ چناچہ بعض علماء کی جو اس قسم کی عبارت آئی ہے اس سے یہی مراد ہے“[35]۔

اسی طرح سے اوپر شیخ ابن عثیمین ﷫ وغیرہ کا کلام بھی گزرا کہ تلوار سے خروج دراصل اسی زبانی خروج کا شاخسانہ اور نتیجہ ہی تو ہوتا ہے۔

(اس مقالے کے اکثر حوالہ جات ابوعبدالرحمن حمدی کے جمع کردہ مضمون سے لیے گئے جو کہ ویب سائٹ الآجری پر نشر ہوا)۔

---

[35] من تعليقه على رسالة الإمام الشوكاني –رحمهما الله–: «رفع الأساطين في حكم الاتصال بالسلاطين» (الشريط : ٢/أ)۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔